



تَفْسِیرِ سُورَةِ

الْحَجَّ

— ۲۲ —

تَفْهِيْمُ الْقُرْآنِ

تفسير

سُورَةُ الْحَجِّ

أَبُو الْأَعْلَى مُوَدُّدِي

إِسْلَامِيَّةٌ مَجَانِيَّةٌ الْقُرْآنِ (پرائیویٹ) مِلّیّہ طبع

سُورَةُ الْحَجِّ

نام | چوتھے رکوع کی دوسری آیت وَ اٰذِنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ سے ماخوذ ہے۔
 اس سورے میں مکی اور مدنی سورتوں کی خصوصیات ملی جلی پائی جاتی ہیں۔
زمانہ نزول | اسی وجہ سے مفسرین میں اس امر پر اختلاف ہوا ہے کہ یہ کئی ہے یا مدنی
 لیکن ہمارے نزدیک اس کے مضامین اور انداز بیان کا یہ رنگ اس وجہ سے ہے کہ
 اس کا ایک حصہ مکی دور کے آخر میں اور دوسرا حصہ مدنی دور کے آغاز میں نازل ہوا ہے
 اس لیے دونوں ادوار کی خصوصیت اس میں جمع ہو گئی ہیں۔

ابتدائی حصے کا مضمون اور انداز بیان صاف بتاتا ہے کہ یہ مکہ میں نازل ہوا ہے
 اور اغلب یہ ہے کہ کئی زندگی کے آخری دور میں ہجرت سے کچھ پہلے نازل ہوا ہو۔ یہ
 حصہ آیت ۲۴ وَ هٰدُواْ اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَ هٰدُواْ اِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ -
 پر ختم ہوتا ہے۔

اس کے بعد اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصَدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - سے
 ایک نکتہ مضمون کا رنگ بدل جاتا ہے اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہاں سے آخر
 تک کا حصہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوا ہے۔ بعید نہیں کہ یہ ہجرت کے بعد پہلے ہی سال
 ذی الحجہ میں نازل ہوا ہو، کیونکہ آیت ۲۵ سے ۴۱ تک کا مضمون اسی بات کی نشاندہی
 کرتا ہے، اور آیت ۳۹-۴۰ کی شان نزول بھی اس کی مؤید ہے۔ اُس وقت مہاجرین
 ابھی تازہ تازہ ہی اپنے گھر بار چھوڑ کر مدینے میں آئے تھے۔ حج کے زمانے میں اُن
 کو اپنا شہر اور حج کا اجتماع یاد آ رہا ہو گا اور یہ بات بُری طرح کھل رہی ہو گی کہ مشرکین
 قریش نے اُن پر مسجد حرام کا راستہ تک بند کر دیا ہے۔ اُس زمانے میں وہ اس

بات کے بھی منتظر ہوں گے کہ جن ظالموں نے ان کو گھروں سے نکالا، مسجد حرام کی زیارت سے محروم کیا، اور خدا کا راستہ اختیار کرنے پر ان کی زندگی تک دشوار کر دی، ان کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت مل جائے۔ یہ ٹھیک نفیاتی موقع تھا ان آیات کے نزول کا۔ ان میں پہلے توجہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ مسجد حرام اس لیے بنائی گئی تھی اور یہ حج کا طریقہ اس لیے شروع کیا گیا تھا کہ دنیا میں خدا سے واحد کی بندگی کی جائے، مگر آج وہاں شرک ہو رہا ہے اور خدا سے واحد کی بندگی کرنے والوں کے لیے اس کے راستے بند کر دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کو اجازت دے دی گئی ہے کہ وہ ان ظالموں کے خلاف جنگ کریں اور انہیں بے دخل کر کے ملک میں وہ نظام صالح قائم کریں جس میں برائیاں دبیں اور نیکیاں فروغ پائیں۔ ابن عباس مجاہد، عروہ بن زبیر، زید بن اسلم، مقاتل بن حیان، قتادہ اور دوسرے اکابر مفسرین کا بیان ہے کہ یہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی گئی اور حدیث دیرت کی روایات سے ثابت ہے کہ اس اجازت کے بعد فوراً ہی قریش کے خلاف علی سرگرمیاں شروع کر دی گئیں اور پہلی مہم مفسرین میں ساحل بحر احمر کی طرف روانہ ہوئی جو غزوہ دوان یا غزوہ البواء کے نام سے مشہور ہے۔

اس سورہ میں تین گروہ مخاطب ہیں، مشرکین مکہ، مغرب اور متروک مسلمان، اور مومنین صادقین۔

موضوع و مبحث

مشرکین سے خطاب کی ابتدا مکہ میں کی گئی اور مدینے میں اُن کا سلسلہ پورا کیا گیا۔ اس خطاب میں ان کو پورے زور کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے کہ تم نے خدا اور ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنے بے بنیاد جاہلانہ خیالات پر اصرار کیا، خدا کو چھوڑ کر ان معبودوں پر استناد کیا جن کے پاس کوئی طاقت نہیں ہے، اور خدا کے رسول کو جھٹلادیا۔ اب تمہارا انجام وہی کچھ ہو کر رہے گا جو تم سے پہلے اس روش پر چلنے والوں

کا ہر چکا ہے نبی کو جھٹلا کر اور اپنی قوم کے صالح ترین عنصر کو نشانہ ستم بنا کر تم نے اپنا ہی کچھ بگاڑا ہے۔ اس کے نتیجے میں خدا کا جو غضب تم پر نازل ہو گا اس سے تمہارے بناوٹی معبود تمہیں نہ بچا سکیں گے۔ اس تنبیہ و انداز کے ساتھ افہام و تفہیم کا پہلو بالکل خالی نہیں چھوڑ دیا گیا ہے۔ پوری سورۃ میں جگہ جگہ تذکیر اور نصیحت بھی ہے اور شرک کے فطرت اور توحید و آخرت کے حق میں موثر دلائل بھی پیش کیے گئے ہیں۔

مذنب مسلمان جو خدا کی بندگی قبول کر چکے تھے مگر اس راہ میں کوئی خطرہ رسالت کرنے کے لیے تیار نہ تھے، ان کو خطاب کرتے ہوئے سخت سرزنش کی گئی ہے ان سے کہا گیا ہے کہ یہ آخر کیا ایمان ہے کہ راحت، سرت، ہمیش نصیب ہو تو خدا تمہارا خطا اور تم اس کے بندے۔ مگر جہاں خدا کی راہ میں مصیبت آئی اور سختیاں جھیلیں پڑیں پھر نہ خدا تمہارا غدار ہا اور نہ تم اس کے بندے رہے۔ حالانکہ تم اپنی اس روش سے کسی ایسی مصیبت اور نقصان اور تکلیف کو نہیں ٹال سکتے جو خدا نے تمہارے نصیب میں لکھ دی ہو۔

اہل ایمان سے خطاب دو طریقوں پر کیا گیا ہے۔ ایک خطاب ایسا ہے جس میں وہ خود بھی مخاطب ہیں اور عرب کی رائے عام بھی۔ اور دوسرے خطاب میں صرف اہل ایمان مخاطب ہیں۔

پہلے خطاب میں مشرکین مکہ کی اس روش پر گرفت کی گئی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے لیے مسجد حرام کا راستہ بند کر دیا ہے، حالانکہ مسجد حرام ان کی ذاتی بناء و نہیں ہے اور وہ کسی کوچ سے روکے کا حق نہیں رکھتے۔ یہ اعتراض نہ صرف یہ کہ بجائے خود حق بجانب تھا بلکہ سیاسی حیثیت سے یہ قریش کے خلاف ایک بہت بڑا حربہ بھی تھا۔ اس سے عرب کے تمام دوسرے قبائل کے ذہن میں یہ سوال پیدا کر دیا گیا کہ قریش حرم کے مجاور ہیں یا ماک؟ اگر آج اپنی ذاتی دشمنی کی بنا پر وہ ایک

گروہ کوچ سے روک دیتے ہیں اور اس کو برداشت کر لیا جاتا ہے تو کیا بعید ہے کہ کل جس سے بھی اُن کے تعلقات خراب ہوں اُس کو وہ حدودِ حرم میں داخل ہونے سے روک دیں اور اس کا عمرہ و حج بند کر دیں۔ اس سلسلے میں مسجدِ حرام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے ایک طرف یہ بتایا گیا ہے کہ براہیم علیہ السلام نے جب خدا کے حکم سے اس کو تعمیر کیا تھا تو مسب لوگوں کو حج کا اذنِ عام دیا تھا اور وہاں اول روز سے مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے حقوق یکساں قرار دیے گئے تھے۔ دوسری طرف یہ بتایا گیا ہے کہ یہ گھر شرک کے لیے نہیں بلکہ خدا کے واحد کی بندگی کے لیے تعمیر ہوا تھا، اب یہ کیا غضب ہے کہ وہاں ایک خدا کی بندگی ترہم ممنوع اور بتوں کی پرستش کے لیے ہو پوری آزادی۔ دوسرے خطاب میں مسلمانوں کو قریش کے ظلم کا جواب طاقت سے دینے کی اجازت عطا کی گئی ہے اور ساتھ ساتھ ان کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب تمہیں اقتدار حاصل ہو تو تمہاری روش کیا ہونی چاہیے اور اپنی حکومت میں تم کو کس مقصد کے لیے کام کرنا چاہیے۔ یہ مضمون سورہ کے وسط میں بھی ہے اور آخر میں بھی۔ آخر میں گروہ اہل ایمان کے لیے ”مسلم“ کے نام کا باقاعدہ اعلان کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہے کہ براہیم کے اصل جانشین تم لوگ ہو، تمہیں اس خدمت کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے کہ دنیا میں شہادت علی الناس کے مقام پر کھڑے ہو، اب تمہیں اقامتِ صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ اور فعلِ الخیرات سے اپنی زندگی کو بہترین نمونے کی زندگی بنانا چاہیے اور اللہ کے اعتماد پر اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرنا چاہیے۔

اس موقع پر سورہ بقرہ اور سورہ انفال کے دیباچوں پر بھی نگاہ ڈالی جائے تو سمجھنے میں زیادہ سہولت ہوگی۔



آيَاتُهَا ۷۸ سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ رُكُوعَانِهَا ۱۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝۱

لوگو! اپنے رب کے غضب سے بچو حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے

۱۔ یہ زلزلہ قیامت کی ابتدائی کیفیات میں سے ہے اور اغلب یہ ہے کہ اس کا

وقت وہ ہوگا جب کہ زمین یکایک الٹی پھرنی شروع ہو جائے گی اور سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ یہی بات قدیم مفسرین میں سے علقمہ اور شعبی نے بیان کی ہے

کہ یكون ذلك عند طلوع الشمس من مغربها۔ اور یہی بات اُس طویل حدیث سے معلوم ہوتی ہے جو ابن جریر اور طبرانی اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی

روایت سے نقل کی ہے۔ اُس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ نفع صور کے

تین مواقع ہیں۔ ایک نفع فزع، دوسرا نفع صق اور تیسرا نفع قیام رب العالمین یعنی پہلا

نفع عام سرائیگی پیدا کرے گا، دوسرے نفع پر سب مرکز گر جائیں گے اور تیسرے نفع پر

سب لوگ دندہ ہو کر خدا کے حضور پیش ہو جائیں گے۔ پھر پہلے نفع کی تفصیلی کیفیت بیان

کرتے ہوئے آپؐ بتاتے ہیں کہ اُس وقت زمین کی حالت اُس کشتی کی سی ہوگی جو موجوں

کے تھپیڑے کھا کر ڈگمگا رہی ہو، یا اُس معلق قندیل کی سی جس کو ہوا کے جھونکے بُری طرح

جھنجھوڑ رہے ہوں۔ اُس وقت زمین کی آبادی پر جو کچھ گزرے گی اُس کا نقشہ قرآن مجید

میں مختلف مقامات پر کھینچا گیا ہے۔ مثلاً

پس جب صور میں ایک پھونک

فَإِذَا الْفُتُخَ فِي الْعُثُورِ نَفُخَةٌ

ماروی جائے گی اور زمین اور پہاڑ

وَاجِدَةٌ دَخِلَتِ الْأَرْضُ